اپنی بات

اردوغزل نے اپنے مخصوص اسلوب، طرزادا، اپنی رمزیت اور لفظیات کے باوصف ایک زمانے کو متاثر کیا ہے۔ جدید ذہن و ماحول نے اپنے داخلی اور خارجی مزاج کے سبب عصری موضوعات کو جب سے غزل کی پہنائیاں عطا کی ہیں، اس کے رنگ ونور میں اضافہ ہی ہوا ہے۔ نئی لفظیات اور نئے انسلاکات نے اردوغزل کو جو وقار عطا کیا ہے، اس سے نئی تہذیب اور نئے تمدن نے وقت کے تقاضے کے مطابق گہرے نقوش مرتسم کیے ہیں۔ یہ بات اپنی جگہ مسلم ہے کہ بعض شاعروں میں یہ صلاحیت ہوتی ہے کہ وہ غزل کو اپنے رنگ میں یا ہر رنگ میں پیش کرنے کا سلیقہ جانتے ہیں۔ بعض شاعر اردو زبان کی ساخت و پرداخت میں ڈوب کر اشعار کہتے ہیں۔ اردو شعر وادب کی خدمت دونوں طرح ہو رہی ہے، لیکن اوّل الذکر کے یہاں جو رنگا رنگی پائی جاتی ہے، اس نے اسے جدید غزل کے معانی پہنائے ہیں۔ اس لیے کہ غزل اپنی جگہ ایک نقطۂ نظر رکھتی ہے، ایک اندازِ فکر رکھتی ہے اور ایک اصول کے تحت سلیقۂ اظہار بھی۔

قدیم زمانے میں شعرا کا جو مزاج تھا، ان کا کلام بھی تو جہ سے سنا جاتا تھا اور ان کے بعد آنے والے شعرا نے جب غزل کو حسن وعشق کی وادی سے نکال کر زندگی کے مسائل سے قریب کیا تو ان کی شاعری کو بھی سننے اور سمجھنے والے کم نہیں ہوئے، بلکہ غزل کے عاشقوں کی تعداد میں روز افزوں اضافہ ہوا ہے، اس لیے کہ زمانہ تنوع پسند ہے اور وہ بالعموم ہوا کے رُخ پر بہتا ہے، لیکن یہ بات بھی حقیقت ہے کہ غزل اپنے نادر مضامین کے باوصف اپنی اسی ہیئت میں زیادہ پسند کی جاتی ہے، جو اساتذۂ غزل نے اس کے لیے متعین کی تھی۔ حالاں کہ آزاد نظم کی طرح آزاد غزل کے متوالوں نے بھی بعض بڑی اچھی اور بامعنی غزلیں کہی ہیں اور انھیں لوگوں نے پسند بھی کیا ہے، لیکن ان کی تعداد کل بھی انگلیوں پر گنی جاتی تھی اور آج بھی ان کی تعداد میں کوئی خاطر خواہ اضافہ نہیں ہوا ہے۔

زندگی میں بہت سی الجھنیں، مشکلات اور پیچیدگیاں بہ ظاہر دشوار نظر آتی ہیں، لیکن وہ دشوار ہوتی نہیں، ہم ان کی خارجی کیفیت کو دیکھ کر دل مسوس کر رہ جاتے ہیں، لیکن ان کے اندرون میں جھانکنے کی کوشش نہیں کرتے۔ دورِ جدید کا شاعر ان کے اندرون میں جھانکتا ہے اور محسوس کرتا ہے، پھر اس کو شعری جامہ پہنا کر دنیا کے سامنے پیش کر دیتا ہے اور اسے اس وقت طمانیت کا احساس ہوتا ہے، جب لوگ اس کے احساسات تک پہنچ جاتے ہیں اور ان مفاہیم کو سمجھتے ہیں جو مفاہیم شاعر کے دماغ میں ہوتے ہیں۔ بعض دفعہ یہ بھی ہوتا ہے کہ شاعر کے ذہن میں کوئی اور خیال ہوتا ہے اور قاری یا سامع کی رسائی اس خیال تک بھی ہو جاتی ہے، جہاں شاعر کی پہنچ نہیں تھی۔

جدید شاعری نے انسانی نظریوں اور اس کے تفاخر و تعامل کو خوبصورت استعاروں کا جامہ پہنا کر قاری کے دل میں ایسی جگہ بنائی ہے، جو دیرپا ہے اور انسان کے جذب و جنون میں جو شدتِ احساس کی لو تیز رو آندھیوں میں دلوں پر اثر کر رہی ہے، اس کے دائم و قائم رہنے میں وہ آج تک ممد و مددگار رہی ہے اور آئندہ بھی رہے گی۔

اردو اکادمی، دہلی کی سرگرمیاں اپنے پورے شباب پر ہیں۔ اردو ڈراما فیسٹول کے بعد اسکولی بچوں کے تعلیمی وثقافتی مقابلے نہایت کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہو گئے ہیں اور اب توسیعی خطبہ، کیفی اعظمی کے صد سالہ یوم پیدائش پر سمینار اور ان کی یاد میں مشاعرہ اور ''مشاعرۂ جشنِ جمہوریت'' کی تیاری ہے، اردو اکادمی، دہلی کی اردو کے فروغ کے لیے کوششیں جاری ہیں اور یہ سب محبان اردو کی دعاؤں کا نتیجہ ہے کہ اردو اکادمی، دہلی اپنا کام مستعدی کے ساتھ انجام رہی ہے۔ ہمیں ایوانِ اردو کے قارئین کی آرا کا انتظار رہے گا۔ اس لیے کہ ان کے اہم خطوط ہی ہمیں ایوانِ اردو کو بہتر سے بہتر بنا کر پیش کرنے کے لیے مہمیز کرتے ہیں۔

—ادارہ